

## درود کے مستحب مقامات

ابن الحسن محمدی

اب ہم وہ مقامات پیش کرتے ہیں، جن میں درود پڑھنا مستحب ہے:

### ① دعا میں درود :

سیدنا فضالہ بن عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَجَلَ هَذَا»، ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَوْ لِيْغِيْهِ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ؛ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللَّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدَ مَا شَاءَ».

”نبی کریم ﷺ نے ایک شخص نماز کے دوران دُعا مانگتے ہوئے سنا۔ اس نے نبی کریم ﷺ پر درود نہیں بھیجا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو یا کسی دوسرے شخص کو فرمایا: جب کوئی شخص دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے دُعا مانگے۔“

(مسند الإمام أحمد: 6/18؛ سنن أبي داود: 1481؛ سنن الترمذي: 3477، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن خزمیہ (۷۱۰ھ) اور امام ابن

حبان (۱۹۶۰ھ) رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۳۰/۱) نے ”امام بخاری و مسلم

کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔  
ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ) نے بھی اس حدیث کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(شرح الشفاء: 108/2)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ،  
فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ، ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ: «سَلْ تُعْطَهُ، سَلْ تُعْطَهُ».

”میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے  
ساتھ تھے۔ جب بیٹھا تو میں نے اللہ کی ثنا اور پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھ کر  
آغاز کیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے لیے دعا کی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے دو  
مرتبہ یہ فرمایا: آپ سوال کیجیے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔“

(سنن الترمذی: 593، وسندہ حسن)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

❀ خالد بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ دَعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ حِينَ  
عَرَّسَ عَلَى ابْنِهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عِيسَى، كَيْفَ بَلَغَكَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ مُوسَى: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ  
عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا

سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسِي : كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ : «صَلُّوا وَاجْتَهِدُوا، ثُمَّ قُولُوا : اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» .

”عبد الحمید بن عبد الرحمن نے جب اپنے بیٹے کا ولیمہ کیا تو موسیٰ بن طلحہ سے کہا: ابو عیسیٰ! نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کے حوالے سے آپ کے پاس کیا تعلیم پہنچی ہے؟ موسیٰ کہنے لگے: میں نے نبی اکرم ﷺ پر درود کے بارے میں سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا تھا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: آپ پر درود کیسے پڑھا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھو اور (ذکر الہی میں) خوب کوشش کرو، پھر کہو: اے اللہ! تو محمد ﷺ اور ان کی آل پر اس طرح برکت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی تھی، بلاشبہ تو قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 1/199؛ سنن النسائي: 1292، وسنده صحيح)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ؛ فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ .

”جس مسلمان شخص کے پاس صدقہ (کرنے کے لیے مال) نہ ہو، وہ اپنی دعا میں یوں کہے: اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، نیز مومن

مردوں عورتوں اور مسلمان مردوں عورتوں پر بھی رحمت فرما۔ یہ الفاظ کہنا اس کے لیے صدقہ بن جائے گا۔“ (الأدب المفرد للبخاری: 640، وسندہ حسن)  
 اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۹۰۳) نے ”صحیح“ کہا ہے۔  
 حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِحْبَابِ ابْتِدَاءِ الدُّعَاءِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ تَعَالَى  
 وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
 وَكَذَلِكَ تُخْتَمُ الدُّعَاءُ بِهِمَا.

”اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ دعا کو اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود کے ساتھ شروع کرنا اور اسی طرح اس کا اختتام کرنا مستحب ہے۔“

(الأذکار: 99، وفي نسخة: 117)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَالَّذِينَ يَتَوَسَّلُونَ بِذَاتِهِ لِقَبُولِ الدُّعَاءِ عَدَلُوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ وَشَرَعَ  
 لَهُمْ، وَهُوَ مِنْ أَنْفَعِ الْأُمُورِ لَهُمْ، إِلَى مَا لَيْسَ كَذَلِكَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ  
 عَلَيْهِ مِنْ أَعْظَمِ الْوَسَائِلِ الَّتِي بِهَا يُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ، وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ  
 بِهَا، وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ فِي الدُّعَاءِ هُوَ الَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ  
 وَالْإِجْمَاعُ.

”جو لوگ دُعا کی قبولیت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ذات کا وسیلہ دیتے ہیں، وہ اس چیز کو چھوڑ کر، جس کا انہیں حکم تھا اور جو ان کے لیے شریعت بنائی گئی تھی، ایسی چیز کی طرف چلے گئے ہیں، جس کا نہ انہیں حکم ہے اور نہ وہ ان کے لیے مشروع کی

گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا دُعا کی قبولیت کے بڑے اسباب میں سے ہے، اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم بھی فرمایا ہے۔ نیز دُعا میں درود پڑھنے (کے استجاب) پر قرآن، حدیث اور اجماع امت دلیل ہیں۔ (مجموع الفتاوی: 347/1)

## ② دعائے قنوت میں درود :

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ قنوت کرتے تو:

ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا کرتے تھے۔“

(صحیح ابن خزيمة: 1100، وسنده صحيح)

## فائدہ :

سنن نسائی (۱۷۴۷) میں دُعا کے اختتام پر وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ بھی ہیں۔

ان الفاظ کو عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بیان کر رہے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا رَوَايَتُهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ؛ فَلَمْ يَثْبُتْ .

”سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ثابت نہیں۔“

(تہذیب التہذیب: 284/5)

یہ روایت ”انقطاع“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

لہذا حافظ نووی کا (المجموع شرح المہذب: ۴۴۱/۳) اس کی سند کو ”صحیح“ کہنا صحیح نہیں۔

## فقہ حنفی اور قنوت میں درود :

اب اس کے خلاف فقہ حنفی کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو:

وَلَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ، وَهُوَ  
اخْتِيَارٌ مَشَايخُنَا .

”نبی کریم ﷺ پر قنوت میں درود نہ پڑھا جائے۔ ہمارے مشائخ کا پسندیدہ  
مسک یہی ہے۔“ (فتاویٰ عالمگیری: 111/1)  
ابن نجیم حنفی (م: ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ الْعَجِيبِ مَا وَقَعَ فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانَ فِي آخِرِ بَابِ الْوُتْرِ  
وَالْتَّرَاوِجِ، حَيْثُ قَالَ: وَإِذَا صَلَّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ، قَالُوا: لَا يُصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ، وَكَذَا لَوْ  
صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى سَاهِيًا؛  
لَا يُصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ .

”فتاویٰ قاضی خان میں وتر و تراویح کے بیان کے آخر میں بڑی عجیب بات لکھی  
ہے، انہوں نے یہ کہہ دیا ہے: جب کوئی شخص قنوت میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھ  
لے تو ہمارے مفتی حضرات کہتے ہیں کہ پھر وہ آخری تشهد میں درود نہ پڑھے۔ اسی  
طرح اگر وہ بھول کر پہلے تشهد میں درود پڑھ لے تو پھر بھی دوسرے تشهد میں درود  
نہیں پڑھ سکتا۔“ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: 348/1)

### ③ جمعہ کے دن بہ کثرت درود :

نبی کریم ﷺ پر جمعہ کے دن بہ کثرت درود پڑھنا مستحب ہے۔

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



«إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ؛ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ».

”بلاشبہ تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہذا اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔“  
ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ کی وفات کے بعد آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسد مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟  
اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے کرام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 8/4؛ سنن أبي داود: 1047، 1531؛ سنن النسائي: 1375؛ سنن

ابن ماجه: 1085، 1636؛ فضل الصلاة على النبي للقاظمي إسماعيل: 22، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزمہ (1733)، امام ابن حبان (910) اور حافظ ابن قتان

فاسی (بیان الوہم والایہام: 574/5) رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (278/1) نے اسے ”امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ

ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(رياض الصالحين: 1399، خلاصة الأحكام: 1/441، 814/2)

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ (م: 751ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ تَأَمَّلَ هَذَا الْإِسْنَادَ؛ لَمْ يَشْكُ فِي صِحَّتِهِ، لِثِقَةِ رُؤَاتِهِ،  
وَشُهْرَتِهِمْ، وَقَبُولِ الْأَئِمَّةِ أَحَادِيثَهُمْ.

”جو شخص اس روایت کی سند پر غور کرے گا، وہ اس کی صحت میں شک نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے راوی ثقہ، مشہور ہیں اور ائمہ حدیث کے ہاں ان کی بیان کردہ احادیث مقبول ہیں۔“ (جلاء الأفهام: 81)

### خطبہ میں درود :

②

عون بن ابی جحیفہ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں:

فَحَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ صَعِدَ الْمِنْبَرِ، يُعْنِي عَلِيًّا، فَحَمَدَ اللَّهَ تَعَالَى وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَقَالَ: يَجْعَلُ اللَّهُ تَعَالَى الْخَيْرَ حَيْثُ أَحَبَّ.

”میرے والد نے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور فرمایا: اس امت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ہستی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے اور دوسرا نمبر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ جہاں چاہے بھلائی رکھ دیتا ہے۔“

(زوائد مسند الإمام أحمد: 1/106، ح: 837، وسنده صحيح)

امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَقْلُ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ خُطْبَةٍ مِّنَ الْخُطْبَتَيْنِ؛ أَنْ يَحْمَدَ اللَّهَ تَعَالَى



وَيُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُوصِي بِتَقْوَى اللَّهِ،  
وَيَدْعُو فِي الْآخِرَةِ؛ لِأَنَّ مَعْقُولًا أَنَّ الْخُطْبَةَ جَمْعُ بَعْضِ الْكَلَامِ مِنْ  
وُجُوهِ إِلَى بَعْضٍ، وَهَذَا أَوْجَزُ مَا يُجْمَعُ مِنَ الْكَلَامِ.

”(جمعہ کے) دونوں خطبوں میں سے ہر خطبہ کا مصداق ایسا وعظ ہوتا ہے جس میں  
کم از کم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے، نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے، اللہ سے  
ڈرنے کی وصیت کی جائے اور اس کے آخر میں دُعا کی جائے۔ کیوں کہ عقلی طور پر  
بھی کلام کی کچھ اقسام کو باہم جمع کرنے کا نام ہے۔ کلام کے جمع کرنے کا یہ سب  
سے مختصر طریقہ ہے۔“ (معرفۃ السنن والآثار للبيهقي: 6467، وسنده صحيح)  
ثابت ہوا کہ ہر خطبہ میں درود شریف پڑھنا مشروع اور مستحب ہے۔

### فائدہ:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے:  
لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ.

”جمعہ کے دن منبر پر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا مسنون نہیں ہے۔“

(المعجم الكبير للطبراني: 114/13، ح: 280، 235/14، ح: 14863، جامع

المسانيد والسنن لابن كثير: 6390، مجمع الزوائد للهيثمى: 188/2)

لیکن اس کی سند میں لیث بن ابوسلمہ راوی کے جمہور کے نزدیک ”سیئ الحفظ“ ہونے کی  
وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

پھر امام ابوالشیخ اصہبانی رحمہ اللہ کی کتاب ”ذکر الاقران“ (ح: 337) میں سیدنا عبداللہ بن

زیر اللہ کی جگہ ابن ابوملیکہ کا ذکر ہے۔

## ⑤ صفا و مروہ پر درود :

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الصَّافَا ثَلَاثًا يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو وَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَالِدُعَاءِ، ثُمَّ يَفْعَلُ عَلَى الْمَرْوَةِ نَحْوَ ذَلِكَ.

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ صفا پر تین مرتبہ یہ کہتے ہوئے تکبیر پڑھتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت بھی اسی کی اور تعریف بھی۔ وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے)۔ پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتے، پھر دُعا کرتے اور کافی دیر تک کھڑے دُعا کرتے رہتے۔ پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرتے۔“

(فضل الصلاة على النبي للإمام إسماعيل بن إسحاق القاضي، ص: 185، بتحقيق

عبد الحق التركماني، وسنده صحيح)

## ⑥ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر درود :

✽ عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ

وَعُمَرَ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نبی اکرم ﷺ کی قبر پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ پر درود پڑھتے اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کہتے تھے۔“  
(الموطأ للإمام مالک: 166/1، السنن الكبرى للبيهقي: 245/5، وسنده صحيح)

جس طرح قبرستان میں جا کر فوت شدگان کو سلام کہا جاتا ہے، یہ بعینہ وہی سلام ہے۔  
ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جا کر یہ الفاظ کہتے:

الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ .

”اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو! اے ابوبکر! آپ پر سلامتی ہو اور میرے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔“

(فضل الصلاة على النبي للقاضي إسماعيل بن إسحاق، ص: 81-82، ح: 99؛ السنن الكبرى للبيهقي: 245/5، وسنده صحيح)

ان روایات کے الفاظ سے واضح ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ درود و سلام قبر مبارک پر کھڑے ہو کر تھا۔ فوت شدگان کو دُر سے اس طرح سلام کہنا درست نہیں۔  
اگر آج بھی کسی شخص کو حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہو جائے تو اس کے لیے ان الفاظ سے سلام کہنا مستحب ہوگا۔

#### ④ اذان کے بعد درود پاک :

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ؛ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً؛ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَبْغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ؛ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ».

”جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہہ رہا ہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس شخص پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے ”الوسیلہ“ کی دعا کرو۔ ”الوسیلہ“ جنت میں ایک مخصوص مقام ہے، جو اللہ کے تمام بندوں میں سے صرف ایک بندے کو نصیب ہوگا اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ ایک بندہ میں ہوں گا۔ جو شخص میرے لیے ”الوسیلہ“ کی دعا مانگے گا، اسے میری شفاعت ضرور نصیب ہوگی۔“ (صحیح مسلم: 384)

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ اذان کا جواب دے کر نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر درود پڑھنا مسنون ہے۔

## ⑧ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت سلام :

مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنا مسنون و مستحب ہے، جیسا کہ :

❁ سیدنا ابو حمید ساعدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

”جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو، وہ اپنے نبی ﷺ پر سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے :

«اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ» .

(اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے)۔

نیز مسجد سے نکلنے وقت اپنے نبی ﷺ پر سلام پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

(اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں)۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

”مسجد سے نکلنے والا اپنے نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

«اللَّهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

(اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما لے)۔“

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

”مسجد میں داخل ہونے والا نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

«اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

(اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے بچا لے)۔“

(سنن ابن ماجہ: 773؛ عمل اليوم والليلة للنسائي: 90، عمل اليوم والليلة لابن السني:

87، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۲۵۲، ۲۷۰) و امام ابن حبان (۲۰۴۷، ۲۰۵۰) رحمہ اللہ نے

”صحیح“، جب کہ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۰۷/۱) نے اسے ”امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ بوسیری رحمہ اللہ کہتے ہیں: هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

”اس کی سند صحیح ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں۔“ (مصباح الزجاجة: 97/1)